پروفیسر محمد اکرم ورک☆

خطبہ حجۃ الوداع کا دعوتی پہلو
اور صحابہ کرامؓ پر اس کے اثرات

۱۰ھ میں رسول اللہ ﷺ نے میدانِ عرفات میں حجۃ الوداع کے موقع پر ایک تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا جسے ''خطبہ حجۃ الوداع'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس خطبہ کو اسلامی تعلیمات کا نچوڑ کہا جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی پوری زندگی جس مشن کی تکمیل کے لیے صرف کی تھی، آج اس کے نتائج آپ ﷺ کے سامنے تھے۔ خطبہ کے آخر میں آپ ﷺ نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے؟ تو تمام حاضرین نے اقرار کیا کہ بے شک آپ نے اللہ کا پیغام ہم تک پہنچا دیا ہے۔ حاضرین کے اقرار پر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہراتے ہوئے فرمایا: اے اللہ، تو گواہ رہنا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری ہمیشہ کے لیے امتِ محمدیہ ﷺ کو سونپتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لیبلغ الشاھد الغائب، فان الشاھد عسیٰ ان یبلغ من ھو أوعی له منه (۱)

''جو لوگ حاضر ہیں، وہ غائب تک پہنچا دیں، ہو سکتا ہے کہ جس کو (اللہ تعالیٰ کا پیغام) پہنچایا جائے، وہ حاضر کی نسبت اس کو زیادہ یاد رکھنے والا ہو''

ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اس پیغام کے اولین مخاطب صحابہ کرامؓ تھے اس لیے نبوی فرمان کی روشنی میں صحابہ کرامؓ نے دعوت و تبلیغ کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا لیا۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں صحابہ کرامؓ دعوت و تبلیغ میں رسول اللہ ﷺ کے شانہ بشانہ کام کرتے رہے لیکن آپ ﷺ کے وصال کے بعد اب یہ ذمہ داری براہ راست صحابہؓ پر آن پڑی تھی۔ اس لیے صحابہ کرامؓ نے کارِ نبوت کی انجام دہی میں اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ سیرتِ صحابہؓ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ان کو جو مشن

☆ شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ ڈگری کالج، قلعہ دیدار سنگھ

تفویض فرمایا تھا، اس کی بجا آوری میں صحابہ کرامؓ نے ہر دستیاب موقع سے پورا فائدہ اٹھایا۔ سفر وحضر، آسانی وتنگی ہر حال میں دعوت کے فریضہ کو اولین اہمیت دی۔ نہ صرف پوری زندگی بلکہ زندگی کی آخری سانسوں تک دعوتِ دین کی فکر ہی دامن گیر رہی اور دعوتِ دین کا فریضہ صحابہ کرامؓ کے نزدیک زندگی سے بھی عزیز ترین مشن تھا۔ حضرت ابو ذر غفاریؓ، جو گھوم پھر کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیا کرتے تھے، ان کا قول ہے:

لو وضعتم الصمصامة على هذه واشار الى قفاه ثم ظننت انى انفذ كلمة سمعتها من النبى ﷺ قبل ان تجيزوا علىّ لانفذتها(۲)

''اگر تم لوگ میری گردن پر تلوار رکھ دو اور مجھے یقین ہو کہ ایک کلمہ بھی جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، ادا کرسکوں گا تو قبل اس کے کہ تلوار اپنا کام کرے، میں اس کو ادا کروں گا''

دعوت وتبلیغ سے صحابہ کرامؓ کو جو شغف تھا، اس کی بنا پر ایک لمحہ بھی فارغ رہنا ان کی طبیعت پر گراں گزرتا تھا۔ وابصہ الاسدی بیان کرتے ہیں کہ میں کوفہ میں دو پہر کے وقت اپنے گھر میں تھا کہ یکا یک دروازے سے السلام علیکم کی آواز بلند ہوئی، میں نے جواب دیا اور باہر نکل کر دیکھا تو دروازے پر عبداللہؓ بن مسعود تھے۔ میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! یہ ملاقات کا وقت کیسا؟ فرمانے لگے، آج بعض مشاغل ایسے پیش آئے کہ دن چڑھ گیا اور اب فرصت ملی تو خیال آیا کہ کسی سے باتیں کر کے عہد مقدس کی یاد تازہ کرلوں۔ غرض وہ بیٹھ گئے اور حدیثیں بیان کرنے لگے۔(۳)

زید بن اسلمؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں ابن عمرؓ کے ساتھ عبداللہ بن مطیع کے پاس گیا، تو انہوں نے ہمارا استقبال کرتے ہوئے کہا: ابوعبدالرحمٰن! خوش آمدید، اور ان کو تکیہ پیش کیا تو ابن عمرؓ نے ان سے فرمایا:

انما جئت لاحدثك حديثا سمعته من رسول الله ﷺ(۴)

''میں صرف اس لیے آیا ہوں تاکہ تم سے ایک حدیث بیان کروں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے.....'' اور پھر ایک حدیث بیان کی۔

صحابہ کرامؓ میں دعوت وتبلیغ کا یہ جوش وخروش سفر وحضر، گلیوں اور بازاروں میں غرض ہر جگہ نظر آتا ہے۔ حضرت اسلمؒ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ ملک شام کے دورہ پر تھے تو میں وضو کا پانی لے کر حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؓ نے پوچھا، تم یہ پانی کہاں سے لائے ہو؟ میں نے ایسا میٹھا پانی کبھی نہیں دیکھا، بارش کا پانی بھی اس سے عمدہ نہیں ہوگا۔ میں نے کہا کہ میں پانی ایک بڑھیا کے گھر سے لایا ہوں۔ وضو سے فارغ ہو کر آپؓ اس بڑھیا کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے کہا: اے بڑی بی، اسلام لے آؤ۔ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ اس نے اپنا سر کھول کر دکھایا تو اس کے سر کے بال بالکل سفید تھے اور کہنے لگی: میں بہت بوڑھی ہو چکی ہوں اور بس اب مرنے ہی

والی ہوں۔ (یعنی اب اسلام لانے کا کیا فائدہ؟) حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے اللہ گواہ رہنا (یعنی ہم نے تیرا پیغام پہنچادیا)۔(۵)

حضرت علیؓ بازاروں اور گلیوں میں جہاں بھی موقع ملتا، دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ ابحر بن جرموز روایت کرتے ہیں:

رأیت علیؓ بن ابی طالب یخرج من الکوفة، و هو یطوف فی الاسواق،ومعه درة،یأمرهم بتقوی الله و صدق الحدیث ،وحسن البیع والوفاء بالکیل والمیزان(۶)

''میں نے علیؓ بن ابی طالب (کو اپنے عہد خلافت میں) دیکھا کہ وہ کوفہ کے بازاروں میں ہاتھ میں درہ لیے گھومتے تھے اور لوگوں کو پرہیزگاری، سچائی، حسن معاملہ اور پورے ناپ تول کی ترغیب دیتے تھے''

دعوت وتبلیغ کا جوش وخروش صحابہ کرامؓ کی طرح صحابیاتؓ میں بھی اسی طرح نظر آتا ہے۔ ابن عبدالبر سمراءؓ بنت نہیک کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

کانت تمرّ فی الاسواق، وتأمر بالمعروف، وتنهی عن المنکر وتضرب الناس علی ذالك بسوط کان معها(۷)

''وہ بازاروں میں گھوم پھر کر بھلائی کا حکم دیتی تھیں اور برائی سے روکتی تھیں اور ان کے ہاتھ میں ایک کوڑا ہوتا تھا جس سے وہ لوگوں کو منکر کے ارتکاب پر مارتی تھیں''

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ انفرادی طور پر ہی نہیں، جماعتوں اور گروہوں کی صورت میں بھی دعوت وتبلیغ کے لیے نکلتے تھے۔ حضرت مغیرہ بن عبداللہؓ یشکری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں کسی ضرورت سے بازار گیا تو میں نے یکایک وہاں ایک جماعت کو دیکھا، میں اس جماعت کے قریب گیا تو ان لوگوں نے مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان کیے۔(۸)

صحابہ کرامؓ کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح زندگی بھر وہ دعوت وتبلیغ کا فریضہ ادا کرتے رہے، اسی طرح زندگی کی آخری سانسوں میں بھی اس فریضہ سے غافل نہیں ہوئے۔ حضرت ابوالدرداءؓ پوری زندگی دعوت وتبلیغ میں مشغول رہے۔ ہزاروں طلبا نے ان سے کسبِ فیض کیا، جب وصال کا وقت قریب آیا تو اپنے ایک شاگرد یوسف بن عبداللہ کو بلا کر کہا کہ لوگوں کو میری موت کی خبر کردو۔ اس خبر کا مشتہر ہونا تھا کہ آدمیوں کا ایک طوفان امڈ آیا۔ گھر سے باہر تک آدمی ہی آدمی تھے، اندر اطلاع کی گئی تو فرمایا: مجھ کو یہاں سے باہر لے چلو۔ باہر آکر اٹھ بیٹھے اور پھر تمام مجمع کو مخاطب کر کے وضو اور نماز کے متعلق ایک حدیث بیان کی۔(۹)

عمواس کے طاعون میں جب حضرت معاذؓ بن جبل بستر مرگ پر تھے تو زبان مبارک سے تبلیغ حق کا سلسلہ بھی جاری تھا۔حضرت جابرؓ بن عبداللہ، جو وصال کے وقت آپؓ کے خیمہ میں موجود تھے، ان سے فرمایا: خیمے کا پردہ اٹھا دو، میں ایک حدیث بیان کروں گا جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اور اس حدیث کو میں نے اب تک اس لیے مخفی رکھا تھا کہ لوگ اسی پر تکیہ کر بیٹھیں گے۔اس کے بعد آپؓ نے ایک حدیث بیان کی۔(۱۰)

عبیداللہ بن زیاد حضرت معقلؓ بن یسار کی عیادت کو آیا۔آپؓ اس وقت مرض الموت میں مبتلا تھے۔فرمانے لگے، میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے:

مـامـن امیـر یـلـی امـر الـمسلمین ،ثم لا یـجـهـد لهـم وینصح الا لم یدخل معهم الجنة (۱۱)

''جو امیر مسلمانوں کا والی بنایا گیا اور پھر اس نے ان کے لیے تگ ودو نہ کی اور نہ ان کی خیرخواہی کی تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوگا''

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا آخری وقت آیا تو ان کی بیوی نے چیخ ماری۔آپؓ نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

أمـا علمت ماقال رسول الله ﷺ؟ قالت: بلى، ثم سكتت،فلما مات ، قيل لها: أى شـئ قـال رسـول الـلـه ﷺ؟ قالت: قال رسول الله ﷺ : لعن من حلق او خرق او سلق(۱۲)

''کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان معلوم نہیں؟ کہنے لگیں: کیوں نہیں اور پھر خاموش ہوگئیں۔جب ابو موسیٰؓ کا انتقال ہوگیا تو ان سے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان کیا تھا؟ (جس کی یاد دہانی آپ کو ابوموسیٰؓ نے کروائی) کہنے لگیں کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:''جس نے مردے کے سوگ میں سرمنڈایا ،کپڑے پھاڑے یا چیخا چلایا تو اس پر لعنت ہے''

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو آخری سانسوں میں بھی یہی فکر دامن گیر رہی کہ کہیں ان کی ذات شریعت کی خلاف ورزی کا سبب نہ بن جائے۔اس لیے فوراً اصلاح کردی۔ابوموسیٰ الاشعریؓ کے متعلق ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب ان کا آخری وقت آیا تو انہوں نے اپنے لواحقین کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

''جب تم لوگ میرا جنازہ لے کر چلو تو ذرا تیزی سے چلنا اور کوئی دھونی دینے والا ساتھ نہ ہو، اور میری قبر میں کوئی ایسی چیز نہ رکھنا جو میرے جسم اور مٹی کے درمیان حائل ہو، اور میری قبر پر قبہ تعمیر نہ کرنا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں (میت کے سوگ میں) سرمنڈانے والے، چیخنے چلانے والے، اور کپڑے پھاڑنے والے سے بری ہوں''۔ (۱۳)

اسی طرح حضرت عبادہؓ بن صامت نے مرض الموت میں اپنے بیٹے ولید کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے بیٹے! میں تمہیں اچھی اور بری ہر طرح کی تقدیر پر ایمان لانے کی نصیحت کرتا ہوں اور اگر تو تقدیر پر ایمان نہیں لائے گا تو اللہ تعالیٰ تمہیں آگ میں داخل کرے گا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور اسے لکھنے کا حکم دیا۔ قلم نے کہا کہ کیا لکھوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو ہو چکا ہے اور جو قیامت تک ہونے والا ہے، سب لکھو''۔ (۱۴)

ان چند روایات سے اس حقیقت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حجۃ الوداع کے دن جو ذمہ داری سونپی تھی، اس ذمہ داری کو انہوں نے کس تندہی کے ساتھ ادا کیا اور زندگی کے آخری لمحات میں بھی ان کو اگر کوئی فکر تھی تو یہی تھی کہ وہ دین کی کوئی بات دوسروں تک پہنچا سکیں۔ دعوت وتبلیغ کے مشن سے یہی وہ لگن تھی جس کی بدولت عہدِ صحابہؓ میں اسلام بڑی تیزی اور کثرت کے ساتھ پھیلا۔

حوالہ جات

(۱) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب قول النبی ﷺ: رب مبلغ أوعی من سامع، ح: ۶۷، ص: ۶۱
(۲) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب العلم قبل القول والعمل، ح: ۶۷، ص: ۱۶
(۳) المسند، مسند عبد اللہؓ بن مسعود، ح: ۴۲۷۴، ۲/ ۲۸
(۴) المسند، مسند عبد اللہ بن عمرؓ، ح: ۶۲۳۸۷، ۲/ ۳۳۰
(۵)
(۶) الاستیعاب، تذکرہ علیؓ، ۳/ ۱۱۱۲۔
(۷) الاستیعاب، تذکرہ سمراءؓ بنت نہیک، ۴/ ۱۸۶۳
(۸) اسد الغابہ، تذکرہ عبد اللہ یشکریؓ، ۳/ ۲۷۵
(۹) المسند، حدیث ابی الدرداءؓ، ح: ۲۶۹۵۱، ۷/ ۵۹۶
(۱۰) المسند، حدیث معاذؓ بن جبل، ح: ۲۱۵۵۵، ۶/ ۳۱۲
(۱۱) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب استحقاق الوالی الغاش لرعیۃ النار، ح: ۳۶۶، ص: ۳۷
(۱۲) المسند، حدیث ابی موسیٰ الاشعریؓ، ح: ۱۹۱۲۹، ۵/ ۵۵۳۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی النوح، ح: ۳۱۳۰، ص: ۴۵۹
(۱۳) المسند، حدیث ابی موسیٰ الاشعریؓ، ح: ۱۹۰۵۳، ۵/ ۵۴۰
(۱۴) المسند، حدیث عبادہؓ بن صامت، ح: ۲۲۱۹۷، ۶/ ۴۳۲